JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 16, Issue: 01, Jul – Dec 2022

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

اخذِ تفسیر میں تابعین کے مناہج: تحقیقی مطالعہ

Methodologies of the Tābi'īn regarding Derivation of the Quranic Exegesis: Research Study

Dr. Yasir Farooq
Lecturer, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan.
Dr. Erum Fatima
Lecturer, Department of Islamic Studies,
Women University, Swabi Pakistan

ABSTRACT

In the era of Tabi'īn, three major schools of Qur'anic exegeses were involved in the exegetical services. The first school of Makkah, in which high-ranking personalities like Saeed ibn-e Jubayr, Ikrimah Maula Ibn-e Abbas, and Mujahid ibn-e Jubayr were interested in the interpretation of the Qur'an. The second major school of exegesis was Madinians, where high academic ranks such as Urwa Ibn-e Zubayr, and Sulayman Ibn-e Yasar were nominated. Similarly, the third school was in Kufa, where scholars like Hasan Basri and Qatadah were enlightened with the knowledge of Quranic exegesis. In the article under review, the methodology of Tabi'in has been made the subject of discussion in the interpretation, which has two parts. In the first part, the methods of exegesis derivation of the Tabi'in have been described, as how they obtained the exegesis from their teachers and companions of the Holy Prophet (PBUH). While in the second part, the exegetical method is described. In this regard, first of all, the diversity in Tafsir al-Qur'an has been described with examples. Then in Tafsir al-Qur'an with the Sunnah, the methodology was clarified. In which the interpretation of the verses is explained with examples through the ahadith. After this is the statement of the Tafsir al-Qur'an by the companions. Then Tafsir al-Qur'an by Ijtihad and by language and similar methods of deriving exegesis has been arranged.

Keywords: *Tafsir al-Qur'an; Tabi'in; Exegetical Schools, Interpretations.*

تعارفِ موضوع:

قرآن مجید کے علوم و معانی اور حقائق کی گرہ کشائی اور اسرار و حکم کی جستجو و تلاش کا سلسلہ اس وقت سے جاری ہے جب یہ محمد

CC BY

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس خدمت میں جہاں صحابہ کرامؓ جیسی ہستیوں نے حصہ لیا وہیں تابعین عظام بھی اس کارِ عظیم میں قدم بہ قدم پر ان کے شانہ بہ شانہ رہے۔ قرآن کریم کی تفسیر کے سلسلے کا آغاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو گیا تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ نے اس میدان میں اپنی خدمات پیش کیں۔ پھر صحابہ کرامؓ نے تفسیری سرمایہ آگے اپنے تلامذہ تابعین عظام کو منتقل کیا۔ صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین کا زمانہ تقریباً70 یا80 سال کے عرصہ پر محیط ہے۔ عصر تابعین میں تفسیر کے تین بڑے مدارس تھے۔ مدرسہ مکہ جس میں سعید بن جبیر، عکرمہ مولی ابن عباس اور مجاہد بن جبیر جیسی بلند پایہ شخصیات تفسیر کے موتی بکھیر رہے تھے۔ تو دوسرا بڑا تفسیری مدرسہ مدینہ منورہ تھا جہاں عروہ ابن زبیر، سلیمان بن یسار جیسی بلند پایہ علمی رتبہ رکھنے والی ہستیاں تھیں۔ اسی طرح تیسرا مدرسہ کوفہ میں تھا جس میں حسن بصری اور قتادہ جیسے جبال علم تفسیر کی روشنی سے لوگوں کو منور کر رہے تھے۔ مقالہ کا تحقیق موضوع "اخذ تفسیر میں تابعین کا منہج" ہے۔ عام طور پر تفسیر بالماثور کے چار ماخذ بیان کئے جاتے ہیں۔ قرآن، سنت، اقوال صحابہ، اقوال تابعین۔ جب ہم اردو تفاسیر کو دیکھتے ہیں تو مفسرین کرام اپنی تفسیر یا دیگر افراد آیت کا مطلب بیان کرتے ہوئے براہ راست اقوال تابعین سے تفسیر اخذ کرتے ہیں۔ اوّلاً قرآن و سنت یا اقوال صحابہ کی طرف رجوع بہت کم کرتے ہیں۔ ضروری تھا کہ تفسیر کے حوالے سے تابعین کے منہج کو واضح کیا جائے۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ:

اردو میں اس موضوع پر اس سے پہلے کبھی کام نہیں ہوا۔ البتہ تابعین کی تفسیر کے حوالے سے درج ذیل دو مضامین مطبوع ہیں:

- حافظ عبداللہ، تابعین عظام اور تفسیر اصول تفسیر، مجلہ الاضواء، شمارہ25، 2010ء۔
- الطاف حسن، صفیہ آفتاب، فرح ناز، اخوند میمن، تابعین کرام کا مقام اور ان کی علمی و ادبی خدمات، مجلہ اصول دین، جلد2، شمارہ2(2018)۔

بنیادی سوال:

تابعین کا تفسیر قرآن میں اخذ و استفادہ کا اسلوب کیا ہے؟

تابعین کے اخذِ تفسیرِ قرآن کے مناہج کی خصوصیات کیا ہیں؟

اخذ تفسیر کے طریقے:

اخذ تفسیر کے بھی وہی طریقے ہیں جو اخذ حدیث کے ہیں جیسے سماع، کتابت وغیرہ۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں علم تفسیر اور حدیث کی ایک ہی مجالس قائم ہوتی تھیں۔

ا۔ سماع تفسیر:

تفسیر کو حاصل کرنے کا یہ ایک بنیادی اور ابتدائی ذریعہ تھا۔ اہل عرب کو اللہ تعالی نے غیر معمولی حافظہ عطا کیا تھا۔ جس کی بدولت وہ اشعار، خطبات اور ضرب الامثال وغیرہ ہزاروں کی تعداد میں زبانی یاد کر لیتے تھے۔ صرف اپنے ہی نہیں بلکہ اپنے

گھوڑوں تک کے نسب نامہ ازبر تھے۔ بعض اوقات کسی بات کو صرف ایک بار سن کر یاد یکھ کر پوری طرح یاد کر لیتے تھے۔ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو قید تحریر میں لانے کی بنسبت سماع کے ذریعے زبانی حفظ کرنے کو ترجیح دی۔ صحابہ کرام کے بعد حضرات تابعین میں حفظ کی بے حد اہمیت رہی۔ ان کے ہاں حفظ کی قوت اور اس کی کمزوری خصوصی دلچسپی کا باعث رہا ہے۔ ذیل میں کچھ تابعین کے واقعات اور اقوال کو ذکر کیا جاتا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ تابعین نے تفسیر میں سماع کیسے کیا۔ مفسر تابعی حضرت مجاہدؒ کو اللہ تعالی نے وہبی طور پر غیر معمولی حافظہ عطا کیا تھا۔ آپ جو چیز بھی سنتے بالاستیعاب یاد ہو جاتی تھی۔ آپ نے حضرت ابن عباسؓ سے تفسیر کو اس طرح سے لیا کہ حضرت مجاہدؒ حضرت ابن عباسؓ کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے اور سمجھنے کے لئے ہر آیت پر ٹھہرتے۔ حضرت مجاہدؒ کے بقول میں نے تین مرتبہ حضرت ابن عباسؓ کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت فرمائی اور ہر آیت پر ٹھہرتا اور پوچھتا کے یہ کب اور کیسے نازل ہوئی۔[1] حضرت ابن عباسؓ اپنے علوم حضرت سعید بن جبیرؒ میں منتقل کرنے میں بڑا اہتمام فرماتے۔ اس اہتمام اور توجہ کا نتیجہ تھا کہ ایک دن حضرت ابن عباسؓ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے وصیت کی کہ تم مجھے میری احادیث سناؤ، بے شک تم نے مجھ سے بہت ساری احادیث حفظ کی ہیں۔[2] اسی لئے ابن خلکان نے یہ کہا کہ آپ نے تفسیر کو ابن عباسؓ سے سماع کیا ہے اور ان سے اکثر روایت کرتے ہیں۔[3] حضرت قتادہ نابینا تھے لیکن اللہ تعالی نے آپ کو حافظہ باکمال دیا تھا۔ ہر چیز صرف سن کر حفظ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے سامنے صحیفہ جابر پڑھا گیا تو آپ نے اس کو حفظ کر لیا۔[4]

غرض یہ کہ تابعین اور ان کے بعد کے ادوار میں حفظ پر اعتماد کیا جاتا رہا۔ کتابت اگرچہ علم کی حفاظت کا ایسا ذریعہ ہے جس نے انسانوں کو بہت سے کمزوریوں خصوصا ضعف حافظہ کا علاج کر دیا ہے۔ لیکن کتابت کے ارتقاء تک سماع (حفظ) تفسیر لینے کا موثر ذریعہ تھا۔

۲۔ مذاکرہ تفسیر:

حفظ اگرچہ انسان کا انفرادی وصف ہے۔ جس کا تعلق انسان کی صلاحیت سے ہے تاہم اس کا استحکام اجتماعی عمل سے ممکن ہے۔ یہی اجتماعی عمل مذاکرہ ہے۔ کیونکہ بار بار دہرانے سے نہ صرف حفظ کرنا آسان ہو جاتا ہے بلکہ اس سے حافظہ کی کمزوری کا سدباب بھی کیا جا سکتا ہے۔ حدیث مبارکہ بھی چونکہ قرآن پاک کی ہی تفسیر ہے اور صحابہ و تابعین کے زمانہ میں تفسیر اور حدیث مبارکہ ایک ہی شمار کی جاتی تھی۔ اس لئے صحابہ "تابعین" کو احادیث مبارکہ کا مذاکرہ کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ جیسے ابو نضرہؒ کے مطابق ابو سعید خدریؓ کے بقول حدیث میں گفتگو کیا کرو کیوں کہ ایک حدیث دوسری حدیث کو تازہ کرتی ہے۔[5] تابعین کی روش یہ تھی کہ وہ کبھی کبھی گفتگو میں بحثیں بھی کیا کرتے تھے۔ مگر اس معاملہ میں ان کی کوشش یہی ہوتی کہ ذہنی کشمکش اور مناظرے کا رنگ پیدا نہ ہو، بلکہ جہاں تک ہو سکے اذہان کو کج بحثوں سے ہٹا کر احکام کی پابندی کی راہ پر لگایا جائے مثلا محمد بن سیرینؒ سے ایک مرتبہ بعض لوگوں نے مسئلہ جبر و قدر کے متعلق پوچھا! تو ان کا جواب دیتے ہوئے ابن سیرین نے یہ آیت تلاوت کی "اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ" مطلب یہ تھا کہ اس طرح کے مسائل میں وقت برباد کرنے کی بجائے عمل خیر کرو کہ اسی کا حکم تمہیں دیا گیا ہے۔[6] حضرت عطاء بن ابی رباحؒ کے نزدیک کہ ہم جابر بن عبد اللہؓ سے احادیث سن کر آتے تو مل کر یاد کرتے اور ابو الزبیر

محمد بن مسلمہ ہم سب سے زیادہ احادیث کو یاد رکھنے والے تھے۔[7]

۳۔ کتابت تفسیر:

عرب قبل از اسلام کتابت جانتے تھے اور اہم تاریخی واقعات کو پتھروں، ہڈیوں، کھجور کی شاخوں چمڑے کے ٹکڑوں، باریک چھلکوں غیرہ پر لکھا کرتے تھے۔ عرب کے ممتاز شعراء نے اپنے منتخب قصائد بیت اللہ کے اندر آویزاں کئے تھے۔ صحابہ کرام کی کتابت کی ترغیب دینے کی وجہ سے ان کے تلامذہ تابعین اور پھر ان کے تلامذہ یعنی تبع تابعین نے تفسیر وحدیث کے بہت سے مجموعہ لکھ کر محفوظ کر لیے تھے۔ جیسے تفسیر مجاہدؒ۔ یہ پہلی تفسیر ہے جسے عہد تابعین میں تحریر کیا گیا۔ ابن ابی ملیکہ کے مطابق میں نے مجاہد کو دیکھا وہ تفسیر قرآن کے بارے میں ابن عباسؓ سے سوال کرتے تھے اور ان کے پاس تختیاں ہوتی تھیں اور ابن عباسؓ نے فرمایا: لکھو، یہاں تک کہ انہوں نے سوال کے ذریعے پوری تفسیر پوچھ لی۔[8]سعید بن جبیرؒ کے بقول کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیاض لے کر جاتا اور لکھتا۔ جب وہ پر ہو جاتی، تو چمڑے پر لکھتا جب وہ بھی پر ہو جاتی تو پھر میں اپنے ہاتھ پر لکھتا۔[9]حضرت سعید بن جبیرؒ کے بعد کبار تابعین میں سے حضرت ابن عباسؓ کے تلمیذ خاص " ابو العالیہؒ رفیع بن مہران ریاحی بصری " نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی۔ امام ذہبیؒ ان کا تذکرہ یوں کرتے ہیں کہ ابو بکر بن ابی داؤد کے مطابق صحابہ کے بعد ابو العالیہ اور پھر سعید بن جبیر سے زیادہ قرآن حکیم جاننے والا کوئی نہیں ہے۔[10]گویا سعید بن جبیر کے مقابلہ میں ابو العالیہ کا درجہ تفسیر میں بلند ہے۔ حضرت ابو العالیہ کی یہ تفسیر اصل میں حضرت ابی بن کعبؓ صحابی کی تفسیر کا مجموعہ تھا۔ ابی بن کعبؓ سے اسے ابو العالیہ نے اور ان سے ربیع بن انس نے اور ان سے ابو جعفر الرازی نے روایت کیا ہے۔ یہ سلسلہ سند صحیح ہے۔ مفسرین اور محدثین نے اپنی اپنی کتب میں خوب اس تفسیر سے استفادہ کیا ہے۔[11] اسماعیل بن عبد الرحمن السدیؒ نے قرآن کی تفسیر تالیف کی۔[12]اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ تابعین میں سے ہر ایک تابعی نے تفسیر میں کتاب تحریر فرمائی ہے جو انہی کے نام سے مشہور ہوئی جیسے تفسیر مجاہدؒ۔

تحمل واداء:

تابعین حضرات تفسیر میں تحمل واداء یعنی اخذ وروایت کا اہتمام کرتے تھے۔ یہ ان کے تفسیری منہج کا ایک نمایاں پہلو ہے۔ اخذ روایت میں سب سے نمایاں نام اسماعیل سدیؒ کا ہے۔ تابعین میں سے " سدیؒ " علی الاطلاق تفسیر صحابہ پر اعتماد کرتے تھے۔ یہ اکثر تفسیر میں اپنے استاد کی روایت کو اخذ و نقل کا اہتمام کرتے ہوئے ہمیں نظر آتے ہیں۔ انہوں نے کبار صحابہ میں سے ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ سے اور کبار کوفی تابعین میں سے ابی مالک غزوان الغفاریؒ سے تفسیر کو اخذ کیا۔ جس کی مثال درج ذیل ہے۔

فرمان باری تعالی ہے:

"{ملک یوم الدین}اسماعیل بن عبدالرحمن السدی،عن ابی مالک،وعن ابی صالح،عن ابن عباس،وعن مرّة،عن ابن مسعود،وعن ناس من اصحاب النبی ﷺ {ملک یوم الدین} ھو یوم الحساب"[13]

اس روایت میں "سدیؒ" اپنے استاد ابی مالک غزوانؒ سے تفسیر کو اخذ کر کے نقل کر رہے ہیں۔ مجموعہ تفسیر میں "سدیؒ" اسی طرح اپنے اساتذہ سے روایت کو اخذ و نقل کرتے ہیں۔ باقی تابعین بھی اسی طرز عمل کو اختیار کرتے تھے کیونکہ بعض تابعین اپنی رائے دینے کی بجائے صحابہ کے اقوال ذکر فرمادیتے تھے۔ عصر تابعین میں اخذ روایت کی چھاپ تھی مگر تابعین اور صحابہ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ تابعین اپنے ہی شہر کے امام کے اقوال ذکر کرتے تھے جبکہ صحابہ میں یہ چیز نہ تھی بلکہ عموم تھا۔اسی پر ڈاکٹر ذہبی لکھتے ہیں:

" ظل التفسير محتفظا بطابع التلقى والرواية،الّا انّه لم يكن تلقيا ورواية بالمعنى الشامل كما هو الشان فى عصر النبیﷺواصحابه بل كان تلقياوروايةيغلب عليهماطابع الاختصاص،فاهل كل مصريعنون۔بوجه خاص۔بالتلقى والرواية عن امام مصرهم، فالمكيون عن ابن عباس ، والمدنيون عن ابى ، والعراقيون عن ابن مسعود وهكذا"[14]

"دور تابعین کی تفسیر پر بھی نقل و روایت کی چھاپ بدستور رہی۔ مگر نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے عصر کی طرح اس اخذ و نقل میں عموم کا مفہوم شامل نہ تھا بلکہ اس میں اختصاص شامل تھا۔یعنی ہر شہر کے باسی اپنے ہی شہر کے امام کے اقوال کا اہتمام کرتے تھے۔ جیسے مکہ والے حضرت ابن عباس ضی اللہ عنہ سے، مدینہ والے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور عراق والے عبد اللہ بن مسعود سے تفسیری اقوال نقل کرتے تھے"

تابعین کا اخذ تفسیر میں منہج:

تابعین کے منہج تفسیر کو درج ذیل طرق میں بیان کیا جاتا ہے:

1۔ تفسیر القرآن بالقرآن:

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن خود اپنی تفسیر کرنے والا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالی اس کی مراد کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ سب سے عمدہ" تفسیر قرآن" خود قرآن کریم ہے۔ اسی لیے تفسیر بالماثور میں یہ پہلا مصدر ہے۔ بعض تابعین ہمیں تفسیر القرآن بالقرآن میں مختلف طریقوں سے تفسیر اخذ و نقل کرتے ہیں جیسے اجمال والی آیات میں تفصیل کا اہتمام کرنا، مشکل معنی کی وضاحت کرنا، وعدہ اور وعید کی آیات میں عموم خصوص کا بیان کرنا، بغیر کسی صراحت کے کثرت سے آیت کے معنی کی طرف اشارہ کر دینا وغیرہ شامل حال ہے۔ تابعین کا آیات قرآنیہ سے تفسیر اخذ کرنے کے طریقے درج ذیل ہیں:

ا۔ نظائر قرآن:

اس میں دو صورتیں ہیں:

ا۔ آیت کی تفسیر ایسی دوسری آیت کے ساتھ کرنا جو بعض الفاظ اور معنی کے اعتبار سے پہلے آیت کے قریب ہو۔ یہاں پر مفسر دونوں آیتوں میں توازن قائم کر کے غور و فکر کرنے کے بعد اشارہ کرتا ہے کہ ان دونوں آیتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دوسری آیت پہلی آیت کی تفسیر ہے۔ تابعین بھی اسی طرح تفسیر کو اخذ کرتے ہیں۔ اللہ تعالی کے فرمان: " كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ

بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ "[15]کی تفسیر میں حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں:

"کہ تم کچھ نہ تھے حتیٰ کہ اس نے تمہیں پیدا کیا پھر وہ تمہیں حق کی موت دے گا پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا اللہ تعالی کا فرمان: "اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ"[16] اسی کی مثل ہے "[17]

قرآن پاک کی آیت اور حضرت مجاہدؒ کی تفسیر میں جو آیت مبارکہ ہے دونوں بعض الفاظ اور معنی کے اعتبار سے ایک جیسی ہیں۔ پہلی آیت میں لفظ" یمیتکم "ہے تو دوسری میں "امتنا" ہے اسی طرح پہلی آیت میں لفظ "یحییکم "ہے تو دوسری میں لفظ" احییتنا "ہے۔

ب۔ آیت کی تفسیر ایسی دوسری آیت کے ساتھ کرنا جن کا نفس موضوع ایک ہو، اگرچہ الفاظ مختلف ہوں۔ یہاں پر مفسر اجتہادی طریقے سے تفسیر کو اخذ کرتا ہے۔ اکثر تابعین مختلف طرق میں سے اس طریق کا زیادہ اعتبار اور اختیار کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں جیسے اللہ تعالی کے فرمان: "فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ"[18] کی تفسیر میں حضرت عکرمہؒ سے روایت ہے کہ:

دو گروہ جنت میں اور ایک آگ میں ہوگا اور یہ سورہ واقعہ میں وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ کے بمنزلہ ہے[19]"

اس میں حضرت عکرمہؒ نے اجتہاد کے طریق سے پہلی آیت کی تفسیر کو سورہ واقعہ کی آیات سے اخذ کیا ہے۔ دونوں آیات مبارکہ میں نفس موضوع ایک اور الفاظ مختلف ہیں۔

۲۔ سیاق وسباق سے تفسیر کرنا:

اس نوع میں مفسر تابعی آیت کے ماقبل یا مابعد کے ساتھ ربط پیدا کر کے آیت کی تفسیر کرتا ہے جیسے اللہ تعالی کے فرمان: "وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِه"[20] کی تفسیر حضرت مجاہدؒ نے: "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ"[21] کے ساتھ کی ہے۔ یعنی آیت کے سیاق سے اس تفسیر کو اخذ کیا۔

۳۔ مجمل کا بیان:

اس میں مفسر تابعی آیت کے اجمال کو دوسری آیات قرآنیہ سے بیان کر کے واضح کرتا ہے۔ جیسے: "ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ"[22] کی تفسیر حضرت حسنؒ اور قتادہؒ دونوں نے: "يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ"[23] کے ساتھ کی ہے۔[24] مطلب کہ اہل کتاب ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔ ان دونوں حضرات نے ذلت کے اجمال کا بیان اللہ تعالی کے فرمان "حتی يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صاغِرُوْنَ" سے اخذ کیا ہے۔

۴۔ عام کی خاص کے ساتھ تفسیر کرنا:

اس میں مفسر آیت کے ظاہری عموم کو جو عموم کے تمام افراد کو شامل تھا۔ دوسری آیت کے ذریعے سے خاص پر منطبق کر دیتا ہے۔ جیسے حضرت مجاہدؒ: "مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۃ كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ

فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا"[25] کی تفسیر میں فرمایا: "کہ یہ جزاء (سزا) میں سورۃ نساء کی آیت:" وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُه"[26] کی طرح ہے"

مطلب یہ کہ پہلی آیت میں کلمہ "نفس" سیاق شرط میں نکرہ تھا۔ جو عموم کا فائدہ دے رہا تھا۔ کہ ہر نفس یعنی کافر و مومن دونوں مراد ہیں۔ حضرت مجاہد نے اس آیت کو دیکھا تو مومن کے ساتھ اس کی تخصیص کر دی۔[27]

۵۔ مبہم کی وضاحت کرنا:

دوسری آیات کے ذریعے سے آیت کے ابہام کو زائل کر دینا۔ جیسے: "وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ"[28] کی تفسیر حضرت مجاہدؒ نے: "الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْاهم الذين أرجئوا في أوسط براءة، هلال بن أمية، ومرارة بن ربيع ، وكعب بن مالك کے ساتھ کی۔ اس سے مراد وہ تین لوگ مراد ہیں۔ جو درمیان میں پیچھے رہ گئے تھے۔ ھلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع، کعب بن مالک"[29] لفظ "آخرون" میں ابہام تھا جس کو حضرت مجاہدؒ نے دوسری آیت "الثلاثۃ" سے اخذ کر کے واضح کر دیا کہ اس سے مراد غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے تین لوگ تھے۔

٦۔ لفظ کا معنی بیان کرنا:

دوسری آیت قرآنی سے لفظ کا معنی اخذ کرنا۔ جیسے اللہ تعالی کے قول" رَفَعَ سَمْكَهَا"[30] کی تفسیر" قال: رفع بناءها، بغير عمد"[31] "بغیر کسی ستون کے آسمان کو بلند کیا" سے حضرت مجاہدؒ نے کی ہے۔ یعنی اس سے اللہ تعالی کے فرمان "بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا"[32] کی طرف اشارہ کیا اور اس آیت مبارکہ سے "رفع" کا معنی اخذ کیا۔

2۔ تفسیر القرآن بالسنۃ:

تفسیر قرآن کا دوسرا ماخذ نبی کریم ﷺ کی احادیث ہیں۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر یہ واضح فرمایا گیا۔ کہ سرکار دوعالم ﷺ کو اس دنیا میں مبعوث فرمانے کا مقصد یہی تھا کہ آپ قرآن کی تفسیر فرمائیں۔ قرآن کریم میں ہے۔ "وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ"[33] "ہم نے قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی لئے نازل کیا کہ آپ ﷺ لوگوں کے سامنے وہ باتیں وضاحت سے بیان فرمادیں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہیں"

یہی بات ہمارے لیے کافی ہے کہ کسی آسمانی کتاب کی صحیح تشریح اس سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے جس پر وہ کتاب نازل ہوئی ہو۔ تابعین بھی اس مصدر سے تفسیر کو اخذ کرتے ہیں۔ پہلے مصدر کی طرح حدیث میں بھی تابعین نے مختلف طریقوں کا اہتمام کیا ہے۔ ان طریقوں کو ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے۔

ا۔ صریح حدیث سے تفسیر کرنا:

ایسی حدیث سے تفسیر اخذ کرنا جو صراحت کے ساتھ آیت کی تفسیر کیلئے ہی بیان کی گئی ہے۔ جیسے حضرت حسن: " مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا"[34] کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "بلغنا أن نبي الله قال له قائل أو رجل: يا رسول الله ما السبيل إليه؟ قال: من وجد زادا وراحلة"[35] ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے یا پوچھنے والے نے اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا! سبیل یعنی

راستے سے کیا مراد ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو زاد راہ اور سواری کو پائے"

یہاں پر "سبیلا " کی تفسیر زاد راہ اور سواری سے کی گئی ہے۔ حضرت حسن نے صریح حدیث سے تفسیر کو اخذ کیا۔

۲۔ بعض الفاظ میں "متشابہ" حدیث سے تفسیر کرنا:

یہاں پر مفسر تابعی الفاظ کے درمیان ربط پیدا کرتا ہے۔ پھر آیت کی تفسیر ایسی حدیث کے ساتھ کرتا ہے جو بعض الفاظ میں آیت کے مشابہ ہوتی ہے۔ جیسے حضرت حسنؒ کی سند سے "يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ"[36] کی تفسیر میں حضرت ابو موسی اشعریؓ سے روایت ہے:

" قال : تعرض الناس ثلاث عرضات، فأما عرضتان فجدال ومعاذير، وأما الثالثة فعند ذلك تطير الصحف في الايدى ، فآخذ بيمينه ، وآخذ بشماله"[37]

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ تین مرتبہ پیش کئے جائیں گے، پس دو پیشیوں میں جھگڑے اور عذر ہوں گے۔ تیسری پیشی کے وقت نامہ اعمال اڑ کر ہاتھوں میں آجائیں گے، پھر وہ کسی کے دائیں ہاتھ میں آجائیں گے اور کسی کے بائیں ہاتھ میں آئیں گے"

حضرت قتادہؒ نے بھی اس آیت کی تفسیر میں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث نقل کی ہے۔[38] یہاں پر حضرت حسنؒ اور قتادہؒ دونوں آیت میں لفظ (عرض) اور حدیث میں لفظ (عرض) کے درمیان ربط پیدا کرتے ہیں پھر آیت کی تفسیر مشابہ حدیث سے اخذ کرتے ہیں۔

۳۔ ایک ہی موضوع کی احادیث سے تفسیر کرنا:

مفسر آیت اور حدیث کے درمیان ربط کو قائم کرتا ہے۔ پھر آیت کی تفسیر ہم موضوع حدیث میں استنباط کے طریق سے اخذ کرتا ہے۔ جیسے: "اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ"[39] کی تفسیر میں حضرت ربیع بن انس نے فرمایا: "نیند موت ہے اور نیند کی حالت میں اللہ رب العالمین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھایا" حضرت حسنؒ کے نزدیک نبی کریم ﷺ نے یہود کو فرمایا: "انّ عيسى لم يمت ، وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة"[40] "حضرت عیسی فوت نہیں ہوئے بے شک ان کو قیامت کے دن سے قبل لوٹایا جائے گا"

یہاں پر حضرت حسنؒ نے آیت اور حدیث کے مابین ربط پیدا کیا اور اس میں نص قاطع " أنّ عيسى لم يمت "کو آیت مبارکہ "توفى على النوم "پر محمول کیا۔ غرض کی آیت اور حدیث دونوں نفس موضوع میں ایک ہیں۔

۴۔ سبب نزول سے آیت کی تفسیر کرنا:

سبب نزول کی معرفت چونکہ آیت کے فہم میں مدد دیتی ہے۔ اسی لئے تابعین سبب نزول سے تفسیر کو اخذ کرتے ہیں۔ جیسے حضرت حسنؒ "وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا"[41] کی تفسیر میں فرماتے ہیں

"کہ لوگوں میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے یا غلام آزاد کر دیتا۔ پھر

کہتا میں نے تو کچھ کیا ہی نہیں، میں تو مذاق کر رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مذاق میں طلاق دے یا غلام آزاد کرے تو اس کا حکم نافذ ہو جائے گا" یہ واقعہ (وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا) کے نزول کا سبب ہے "[42]

3۔ تفسیر القرآن باقوال الصحابہؓ:

تیسرا اور اہم مصدر اقوال صحابہ سے تابعین کا تفسیر اخذ کرنا ہے۔ کیونکہ تابعین صحابہ کرام کے تربیت یافتہ تھے۔ صحابہ کے استدلالی مناہج سے باخبر تھے۔ استنباط کے طرق سے واقف تھے۔ احادیث نبویہ صحابہ سے ہی حاصل کی تھی۔ اسی لیے تابعین کتاب وسنت اور اجتہاد سے مسائل اخذ کرنے کی کیفیت سے بخوبی واقف تھے۔ تابعین کو صحابہ سے بڑی محبت تھی۔ یہ محبت اقوال صحابہؓ کو نقل کرنے کی سب سے بڑا شاہد ہے۔ تابعین اپنی رائے پر قول صحابی کو ترجیح دیتے تھے۔ تابعین نے اقوال صحابہ سے تفسیر اخذ کرنے میں بھی مختلف طریقوں کو اپنایا ہے۔ جس کو ہم آئندہ سطور میں ذکر کرتے ہیں:

۱۔ مرفوع روایت سے تفسیر کرنا:

صحابی کی تفسیر مرفوع روایت کے برابر ہے۔ اس لئے کہ صحابہ اوّل تفسیر کو لینے والے اور نزول کے شاہد ہیں۔ اسی وجہ سے تابعین اس میں اپنی رائے کو دخل نہیں دیتے جیسے صحابی کی تفسیر منقول ہوتی اسی طرح اس کو اخذ و نقل کرتے۔ جیسے اللہ تعالی کے فرمان: "حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ"[43] کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں "(اعوان) فرشتوں میں سے ایک ملک الموت ہے"[44]

اس تفسیر کو بغیر کسی زیادتی کے ابراہیم نخعیؒ، قتادہؒ نے اسی طرح اخذ و نقل کیا ہے۔[45]

۲۔ صحابی کی اجتہادی تفسیر:

اجتہاد کے باب سے جو تفسیر صحابی سے وارد ہے۔ اس میں بھی تابعین بغیر کسی مخالفت کے تفسیر کو اخذ کرتے ہیں۔ اس لئے کہ صحابہ اہل زبان وبیان اور فہم رکھنے والے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے۔ اللہ تعالی کے فرمان: "فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ"[46] کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: "المستقر بالارض، والمستودع: عند الرحمن"[47] "زمین پر ٹھہرنا اور رحمن کے پاس لوٹنا ہے" حضرت مجاہدؒ بھی یہی تفسیر کرتے ہیں کہ ٹھہرنا زمین پر ہے، سپردگی اپنے رب کے پاس ہے۔[48]

۳۔ اقوال متعارضہ میں ترجیح:

جب صحابہ سے اقوال منقولہ میں تعارض ہو جاتا تو تابعین ترجیح والے راستے کو اپناتے۔ اقوال کو جمع کرنے کے بعد تابعین ترجیح لغت یا حدیث یا دوسرے صحابی کے قول کے ساتھ کرتے ہیں۔ جیسے: "اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ"[49] کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے دو اقوال منقول ہیں۔ ایک دلوک کی تفسیر "غروب آفتاب" سے کرتے، دوسرا دلوک کی تفسیر "نصف النہار" کے بعد سے کرتے ہیں۔[50] اسی طرح حضرت ابن مسعودؓ سے بھی دلوک کی تفسیر میں دو اقوال منقول ہیں۔ ایک "غروب آفتاب" سے تفسیر کرتے، دوسرا دلوک کی تفسیر "میل" یعنی زوال سے کرتے۔[51] حضرت قتادہؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے زوال والی تفسیر کو اخذ کیا۔[52] اس کو اختیار کرنے کا سبب یہ ہے کہ لغت دلوک سے میل (زوال) پر دلالت کرتی ہے۔ پس اس

سے ظہر کی نماز مراد ہو گی۔امام ابن جریر نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔[53]

4۔ تفسیر القرآن باللغۃ:

لغت عرب سے تفسیر اخذ کرنا یہ تفسیر کے مصادر میں سے اہم مصدر رہے۔ لغت عرب اللہ تعالی کی آیات کے فہم میں محقق کو بڑی مدد فراہم کرتی ہے۔ کتاب اللہ کی آیات کے فہم میں سیدھا راستہ دکھاتی اور قرآن کی بلاغت کا مزہ چکھاتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے تفسیر کی چار اقسام بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک قسم عرب لغت کی معرفت ہے۔[54] مفسر تابعین نے اس کا بہت اہتمام فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت مجاہدؒ کے نزدیک کسی ایسے شخص کیلئے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو، یہ حلال نہیں کہ کتاب اللہ کے بارے میں لب کشائی کرے جب تک کہ وہ لغت عرب کا ماہر نہ ہو۔[55] اس میدان میں سب سے نمایاں مفسر تابعین میں سے حضرت مجاہدؒ، حسنؒ اور شعبیؒ ہیں۔ کن کن طریقوں سے لغت عرب سے استفادہ کیا ہے اس کو ہم ذیل میں ترتیب وار ذکر کرتے ہیں:

۱۔ لسان عرب کی معرفت:

تابعین کی تفسیر میں عرب زبان کی معرفت کا اثر واضح طور پر نظر آتا ہے۔ مشکل اور غریب الفاظ کی تفسیر میں یہ زیادہ نمایاں ہے۔ تابعین کی تفسیر میں بکثرت یہ چیز ملے گی کہ یہ بنی فلاں کی لغت سے ہے، یہ عرب کی لغت سے یا فلاں قبیلے کی لغت سے ہے۔ ائمہ عراق کثرت سے غریب الفاظ کے بیان میں اہل حجاز کی لغت سے تفسیر اخذ کرتے ہیں۔ جیسے حضرت حسن بصریؒ: "قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا"[56] کی تفسیر "قدبطنهاحبا" سے کی پھر بتایا اہل مدینہ اس طرح پڑھتے ہیں۔[57] اسی طرح حضرت حسن نے "مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ"[58] کی تفسیر میں" هي البسط" فرمایا اور بتایا اہل مدینہ اس طرح پڑھتے ہیں۔[59]

۲۔ عادات عرب سے واقفیت:

لغت عرب پر اعتماد نے جس طرح تابعین کی تفسیر میں کافی مدد کی اور تابعین نے اس سے تفسیر بھی اخذ کی۔ اسی طرح عادات عرب سے واقفیت کے بعد تابعین نے عادات عرب کے افعال واحوال سے بھی تفسیر کو اخذ کیا ہے جیسے: "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَاۗىِٕدَ"[60] کی تفسیر میں قتادہؒ فرماتے ہیں:

> "زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص حج کے ارادے سے گھر سے باہر نکلتا تو وہ ببول کے درخت کا چھلکا گلے میں ڈال لیتا تھا تو کوئی اس سے چھیڑ چھاڑ نہ کرتا، جب وہ بالوں کا قلادہ گلے میں ڈالتا پھر بھی اس سے کوئی تعرض نہ کرتا"[61]

یہاں پر حضرت قتادہؒ نے عادات عرب سے تفسیر کو اخذ کیا۔

۳۔ عرب اشعار سے واقفیت:

اشعار کسی بھی زبان کے لئے ان کے اظہار مافی الضمیر کا ذریعہ اور اس زبان کے الفاظ کا ذخیرہ سمجھا جاتا ہے۔ تابعین نے جابجا اپنی تفسیر میں اشعار نقل کیے ہیں۔ جس سے ہم با آسانی اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ تفسیر تابعین میں اشعار عرب سے استدلال کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔ جیسے حضرت حسن سے " وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ "[62] کی تفسیر میں یہ قول منقول ہے:

"دنیا کی ساق آخرت کے ساق کے ساتھ مل گئی۔ پھر آپ نے شاعر کا یہ قول بھی ذکر کیا" وقامت الحرب بنا علی ساق "ہمارے ساتھ جنگ "ساق" پر کھڑی ہو گئی"[63]

یعنی پوری شدت اور تیزی کے ساتھ جنگ شروع ہو گئی۔ غرض کے شعر سے آیت کی تفسیر اخذ کی۔ ابن ابی شیبہ کی مشہور کتاب "مصنف" کی "کتاب فضائل القرآن" میں کثرت سے اشعار سے تفسیر کی مثالیں موجود ہیں۔

۴۔ لغت فقہ کی معرفت:

اس سے مقصود کلمات اور الفاظ کے اساس کی ساخت کو پہچاننا ہے۔ یہ لفظ مشتق ہے یا تقدیم و تاخیر کے قبیل سے ہے۔

ا۔ اشتقاق:

تابعین نے لغت میں مشتق کلمات سے بھی تفسیر کو سمجھنے اور اخذ کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ اشتقاق اسماء اور افعال دونوں کو شامل ہے۔ جیسے مجاہدؒ نے: "اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ"[64] کی تفسیر میں فرمایا: "المطروح فی التراب لیس له بیت"[65] "مٹی سے لپٹا ہوا شخص جس کے لیے گھر نہ ہو" یہاں پر مجاہدؒ نے (متربة) کی تفسیر مشتق لفظ (التراب) سے اخذ کی۔ اس مثال میں (اسم) سے مشتق لفظ سے تفسیر اخذ کی گئی۔ "اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ"[66] "کی تفسیر میں مجاہدؒ سے روایت ہے" "میسر نام رکھا گیا ہے "عرب کے قول" ایسرو واجزروا "کی وجہ سے"[67]

اس صورت میں فعل سے مشتق لفظ سے تفسیر کو اخذ کیا۔

ب۔ تقدیم و تاخیر:

مندرجہ ذیل اسالیب میں سے ایک اسلوب تقدیم و تاخیر کا بھی ہے۔ اس کی پہچان صرف اس شخص کو ہو سکتی ہے۔ جو لغت اور اس کے اسالیب میں مہارت رکھتا ہو۔ جیسے: "وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى"[68] کی تفسیر میں مجاہدؒ فرماتے ہیں: "(اجل مسمی) سے مراد "موت" ہے اور اس میں تقدیم و تاخیر ہے، تقدیر کلام یوں ہے "ولو لا کلمة سبقت من ربک واجل مسمی لکان لزاما" جملہ "اجل مسمی" مقدم ہے اور" لکان لزاما "میں تاخیر (بعد) ہے"[69]

5۔ تفسیر القرآن بالاجتہاد:

اجتہاد سے تفسیر اخذ کرنا، اجتہاد طاقت صرف کرنے کو کہتے ہیں۔ تفسیر میں اجتہاد سے مراد معنی کا استخراج، فوائد کا استنباط، معنی تلاش کرنے اور تدبر کے ساتھ اللہ تعالی کے حکم کو فعلی تطبیق دینے میں طاقت صرف کرنے کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے: "اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ"[70] "تم قرآن میں غور و فکر کیوں نہیں کرتے"

اجتہاد کے باب سے بھی تابعین نے تفسیر کو اخذ کیا ہے۔ جیسے مجاہدؒ، قتادہؒ اور ان کے علاوہ اہل علم تابعین وغیرہ اجتہاد سے ہمیں تفسیر کرتے نظر آتے ہیں۔ تابعین کے بارے میں یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے بغیر علم کے اپنی خواہشات سے اجتہادی تفسیر کی ہو۔ اس لئے کہ انہوں نے صحابہ سے تفسیر کو حاصل کیا ہے۔

۱۔ قوت استنباط کا استعمال:

تابعین صرف نقل روایت پر اکتفانہ کرتے بلکہ درایت کا بھی اہتمام فرماتے اور عقل سے تفسیری استنباط کرتے جیسے قتادہؒ قرآن پاک کی آیت: "فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ"[71] کی تلاوت کرتے پھر اس آیت کے ذریعے اہل کتاب اور مشرکین کے مابین فرق کو مستنبط کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "میری زندگی میں اہل کتاب کی بنسبت "زیادہ" اہل شرک نے اسلام کی طرف رجوع کیا ہے" پھر اس پر وہ دلائل قائم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں اہل کتاب میں سے تھوڑی جماعت ایمان لائی۔[72]

۲۔ متفرق معانی متقاربہ میں اجتہاد کرنا:

تابعین الفاظ کے مابین متفرق معانی متقاربہ میں غور و فکر کرتے اور تفسیر اخذ کرتے۔ ان کے بعد کے علماء نے اس تفسیر پر اعتماد کیا ہے۔ ابن جریر طبریؒ کثرت سے اقوال مفسرین کے مابین قول راجح کا انتخاب فرماتے تھے۔ کبھی کبھی ان اقوال سے جو معنی مستنبط ہوتا اس کو نکالتے۔ قول تابعی پر بہت اعتماد فرماتے ہیں۔ جیسے: "اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ"[73] میں ابن جریر "سدیؒ" سے نقل کرتے ہیں۔ سوء سے مراد "گناہ" اور فحشاء سے مراد "زنا" ہے۔ سدی کے علاوہ سے یہ تفسیر وارد نہیں ہے پھر ابن جریر نے اسی کو قبول کر لیا۔[74] "فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا"[75] کی تفسیر میں عطاءؒ، سدیؒ، ربیعؒ، مجاہدؒ، ابراہیمؒ سے اقوال منقول ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک (جنف) کا معنٰی خطا کرنا اور (اثم) کا معنی جان بوجھ کر غلطی کرنا ہے۔ آیت کے سیاق سے اجتہاد کے ذریعے قریب معنی کو اخذ کیا ہے۔ جب کہ اہل لغت (جنف) کی تفسیر (میل) کے ساتھ اور (اثم) کی تفسیر (گناہ) کے ساتھ کرتے ہیں۔[76]

6۔ قراءات غیر متواترہ سے استدلال کرنا:

بعض تابعین قراءت شاذہ سے تفسیر اخذ کرتے ہیں۔ جیسے عمرہ کے حکم میں تابعین کے درمیان دو اقوال پائے جاتے ہیں۔ پہلا قول حضرت شعبیؒ، مسروقؒ، ابن جبیرؒ اور عطاءؒ لوگوں کا ہے یہ عمرہ کرنے کو واجب قرار دیتے ہیں۔ دوسرا قول ابراہیم نخعیؒ اور شعبیؒ سے ایک روایت ہے کہ عمرہ کرنا مستحب ہے۔ ہر فریق غیر متواترہ قراءت میں غور و فکر کر کے تفسیر کو اخذ کرتا ہے۔ جیسے پہلا فریق ابن مسعودؓ کی قراءت " واقیموا الحج والعمرة الی البیت " کو سامنے رکھتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ یہ قراءت صراحتاً وجوب پر دلالت کر رہی ہے۔ جب کہ دوسرا فریق شعبیؒ کی قراءات " وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ " سے عدم وجوب پر استدلال کر رہا ہے۔[77]

7۔ ظاہر آیت سے تفسیر کرنا:

بعض تابعین غیر کی طرف بغیر متوجہ ہوئے، صرف ظاہر نص سے تفسیر اخذ کرتے ہیں جیسے سعید بن جبیرؒ، سعید بن المسیبؒ، طاؤسؒ، قاسم بن محمدؒ وغیرہ اس آیت: "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ"[78] کی تفسیر میں کہتے ہیں:

> "کہ نکاح سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ اللہ تعالی نے طلاق کو نکاح پر مرتب کیا ہے۔ چاہے وہ اجنبیہ عورت سے یہ کہہ دے کہ جب میں تجھ سے نکاح کروں، تو تجھے طلاق ہے یا یہ کہے کہ ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں تو وہ طلاق والی ہے۔ پھر اس کے بعد وہ اس سے نکاح کر لے۔ تو طلاق واقع نہیں ہو گی[79]"

اب اس آیت میں سعید بن جبیرؒ وغیرہ نے صرف ظاہر کی طرف دیکھتے ہوئے آیت کی تفسیر کو اخذ کیا۔

8۔آیت کے عموم سے تفسیر کرنا:

تابعین کے منہج سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ عموم سے تفسیر اخذ کرنے میں وسعت سے کام لیتے تھے۔ آیت کے عموم کو مقدم رکھتے تھے جیسے ابن سیرینؒ انگلی کے درد کی صورت میں بھی روزہ دار کے لئے افطار کرنے کو جائز سمجھتے تھے۔ اس لئے کہ یہ آیت: "وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْعَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ"[80] عموم کے لئے ہے۔[81] دوسرا لفظ (مریض) سیاق شرط میں نکرہ واقع ہوا ہے۔ جو عموم پر دلالت کرتا ہے۔

9۔امر و نہی کے دلالات سے تفسیر کرنا:

محض (امر) وجوب پر دلالت کرتا ہے اور (نہی) حرام اور فساد پر دلالت کرتا ہے۔ بعض تابعین امر کی بنا پر وجوب کے حکم کو اخذ کرتے ہیں جیسے عطاءؒ، شعبیؒ وغیرہ نے: "وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ"[82] میں محض امر کی بناء پر عمرہ کے وجوب پر استدلال کیا۔[83] کیونکہ محض امر وجوب کا فائدہ دیتا ہے۔ اسی طرح (نہی) فساد کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے اللہ تعالی کے فرمان: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ"[84] سے مجاہدؒ، شعبیؒ، نخعیؒ، قاسمؒ وغیرہ نے خلع کے بطلان پر استدلال کیا۔ شوہر کیلئے عوض لینا حرام ہے جب شوہر کی طرف سے تنگ یا مارنے کے سبب عورت اس کو ناپسند کرے۔ یہاں پر "نہی" تحریم کا تقاضا کر رہی ہے اور فساد منہی عنہ (شوہر کا ظلم) ہے۔[85]

10۔ناسخ و منسوخ سے تفسیر کرنا:

تابعین ناسخ و منسوخ سے بھی تفسیر کو اخذ کرتے تھے لیکن یہ بات یاد رہے کہ تابعین میں نسخ کے معاملے میں وسعت پائی جاتی تھی۔ جیسے: "اَلزَّانِیْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ"[86] کی تفسیر میں عطاءؒ، طاوسؒ اور سعید بن مسیبؒ زانیہ کے ساتھ نکاح کو جائز سمجھتے تھے۔ اس لئے کہ یہ آیت اس کے بعد نازل ہونے والی آیت: "وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ"[87] سے منسوخ ہو گئی ہے۔

11۔اسرائیلیات سے تفسیر کرنا:

کثرت سے کتب تفسیر میں اسرائیلی روایات کا تذکرہ ملتا ہے۔ اسرائیلیات کو قبول کرنے سے متعلق تابعین میں دو مختلف رویے پائے جاتے ہیں۔ ایک طبقہ اسرائیلیات سے اعراض کرتا جیسے حسنؒ، شعبیؒ وغیرہ، جب کہ "ابراہیم نخعیؒ" علی الاطلاق اسرائیلی روایت لینے سے شدت اختیار کرتے۔ حضرت حسن بصریؒ واعظ ہونے کے باوجود کثرت سے بنی اسرائیل کی روایت لینے سے اعراض کرتے تھے۔ جیسے: "فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ"[88] کی مراد بیان کرنے میں کثیر تابعین نے غوطہ زنی کی ہے۔ لیکن حسن مکمل طور پر اس سے اعراض کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: "اس میں ایسی چیز ہے جس سے نفوس سکون حاصل کرتے ہیں"[89]

دوسرا طبقہ اسرائیلیات کو قبول کرنے میں تساہل سے کام لیتا تھا جیسے سدیؒ، ابو العالیہؒ، سعید بن جبیرؒ، محمد بن کعب القرظیؒ وغیرہ۔ ان میں سے حضرت سعید بن جبیر کو ہم دیکھتے ہیں کہ آپ واقعات بیان کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ ابن شہابؒ کے مطابق سعید بن جبیر

ہر روز دن میں دو مرتبہ واقعات ہمیں سناتے تھے ایک فجر کی نماز کے بعد اور دوسرا عصر کی نماز کے بعد۔[90]

حضرت سعید بن جبیرؒ اللہ تعالی کے فرمان: "لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ"[91] کی تاویل میں فرماتے ہیں:

"حضرت یعقوب علیہ السلام مثالی صورت میں حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے آئے اور آپ کے سینے پر ہاتھ مارا۔ تو آپ کی شہوت آپ کی انگلیوں سے نکل گئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہر ایک کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے سوائے حضرت یوسف علیہ سلام کے۔ اس شہوت کی وجہ سے آپ کو نقصان ہوا اور گیارہ بیٹے پیدا ہوئے"[92]

نبی کی شایان شان نہ ہونے کی وجہ سے یہ روایت منکر ہے۔ اس روایت کو بنی اسرائیل سے لیا گیا ہے۔

خلاصہ بحث

مقالہ ہذا میں تابعین کی تفسیری خدمات کو اجاگر کیا گیا ہے جس میں "تابعین کے اخذ تفسیر میں منہج" پر بحث کی گئی ہے۔ اس ضمن میں دو بحثیں ہیں؛ پہلی بحث میں تابعین کی تفسیر اخذ کرنے کے مختلف طریقے جیسے سماع تفسیر، کتابت تفسیر، مذاکرہ تفسیر وغیرہ کو واضح کیا۔ جبکہ دوسری بحث میں تابعین کا اخذ تفسیر کا منہج بیان کیا گیا ہے۔ جس میں تابعین کا قرآن مجید سے تفسیر اخذ کرنے کے مختلف طریقے مع امثلہ، اسی طرح احادیث، اقوال صحابہ اور لغت واجتہاد سے تفسیر اخذ کرنے کے مختلف طریقوں کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ دو حصوں میں منقسم ہے؛ پہلے حصہ میں تابعین کرام کے اخذ تفسیر کے طریقے بیان کئے گئے ہیں کہ کیسے انہوں نے اپنے اساتذہ صحابہ کرامؓ سے تفسیر کو حاصل کیا۔ دوسرے حصہ میں تابعین کا اخذ تفسیر میں منہج بیان کیا گیا ہے۔ جس میں سب سے پہلے تفسیر القرآن بالقرآن میں تنوعات کو مثالوں سمیت بیان کیا گیا ہے۔ پھر تفسیر القرآن بالسنۃ میں منہج واضح کیا گیا۔ جس میں آیات کی تفسیر احادیث کے ذریعے مع امثلہ بیان کی گئی ہیں۔ اس کے بعد تفسیر القرآن باقوال الصحابہؓ کا بیان ہے۔ پھر تفسیر القرآن بالاجتہاد وباللغۃ اور اسی طرح دیگر طریقوں سے تفسیر اخذ کرنے کے منہج کا اہتمام کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] احمد بن علی بن حجر عسقلانی، **تہذیب التہذیب**، بیروت، لبنان، 2004ء، ج6، ص، 176

Aḥmad ibn 'Alī ibn Ḥajar 'Asqalānī, Tahdhīb al-Tahdhīb, Bayrūt, Lubnān, 2004', 6: 176

[2] محمد بن سعد الزہری، **الطبقات الکبیر**، مکتبہ الخانجی، القاہرہ، مصر، 2001ء، ج8، ص375

Muḥammad ibn Sa'd al-Zahrī, al-Ṭabaqāt al-kabīr, mkbth al-Khānjī, al-Qāhirah, Miṣr, 2001', 8: 375

[3] احمد بن محمد بن ابراھیم ابن خلکان، **وفیات الاعیان**، دار صادر، بیروت، لبنان، 1972ء، ج2، ص361

Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ibrāhīm Ibn Khallikān, wafayāt al-a'yān, Dār Ṣādir, Bayrūt, Lubnān,

1972’, 2: 361

[4]احمد بن علی بن حجر عسقلانی، **تہذیب التہذیب**، ج5، ص،329

Aḥmad ibn ‘Alī ibn Ḥajar ‘Asqalānī, Tahdhīb al-Tahdhīb, j5, 329

[5]عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی، مترجم بنت عبد الستار، **سنن دارمی**، انصار السنہ پبلکیشنز، لاہور، پاکستان، ج1، ص342

Allāh ibn ‘Abd-al-Raḥmān al-Dārimī, mutarjim bint ‘bdālstār, Sunan Dārimī, Anṣār al-Sunnah Publīkīshanz, Lāhūr, Bākistān, 1: 342

[6]ڈاکٹر عبد الحمید عباسی، **علم تفسیر کے ارتقائی مراحل**، (شش ماہی) معارف اسلامی، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، جلد2، شمارہ نمبر1، جنوری۔جون2003ء

Dāktr ‘Abd-al-Ḥamīd ‘Abbāsī, ‘ilm tafsīr kے artqā’y Marāḥil, (shsh māhy) Ma‘ārif Islāmī, klyh ‘Arabī Islām Ābād wa ‘ulūm Islāmīyah ‘Allāmah Iqbāl awpn ywnywrsty, 2: shumārah nmbr1, jnwry - jwn2003’

[7]عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی، مترجم بنت عبد الستار، **سنن دارمی**، ج1، ص347

Allāh ibn ‘Abd-al-Raḥmān al-Dārimī, mutarjim bint ‘bdālstār, Sunan Dārimī, 1: 347

[8]محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، دار الفکر، بیروت، لبنان، 1405ء، ج1، ص90

Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, dārālfkr, Bayrūt, Lubnān, 1405h, 1: 90

[9]زہری، محمد بن سعد، **الطبقات الکبیر**، ج8، ص375

Zahrī, Muḥammad ibn Sa‘d, al-Ṭabaqāt al-kabīr, 8: 375

[10]ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، **تذکرۃ الحفاظ**، ج1 ص62

Dhahabī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn ‘Uthmān, Tadhkirat al-ḥuffāẓ, 1, 62

[11]ڈاکٹر محمد حسین الذہبی، **التفسیر والمفسرون**، مکتبہ دار الحدیث، القاھرۃ، مصر، 1433ھ، ج1، ص87

dāktr Muḥammad Ḥusayn al-Dhahabī, al-tafsīr wa al-Mufassirūn, Maktabat dārālḥdyth, al-Qāhirah, Miṣr, 1433h, 1: 87

[12]ابن ندیم محمد بن اسحاق، **الفہرست**، مترجم اسحاق بھٹی، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاھور، پاکستان، 1990ء، ص83

Ibn Nadīm Muḥammad ibn Isḥāq, al-Fihrist, mutarjim Isḥāq bhty, Idārah thqāft Islāmīyah, Lāhūr, Bākistān, 1990’, 83

[13]طبری، محمد بن جریر، **تفسیر طبری**، ج1، ص106

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, 1: 106

[14]محمد حسین الذہبی، **التفسیر والمفسرون**، ج1، ص97

Muḥammad Ḥusayn al-Dhahabī, al-tafsīr wa al-Mufassirūn, 1: 97

[15]البقرہ2:228

al-Baqarah 2:228

[16]غافر24:11

ghāfr : 11

[17]محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج1، ص419

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, 1: 419

[18] فاطر35:32

fāṭr35 : 32

[19] محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج22، ص135

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j22, 135

[20] الانعام6:83

al-In'ām6 : 83

[21] الانعام6:82

al-In'ām6 : 82

[22] الانعام6:112

al-In'ām 6:112

[23] التوبۃ9:29

al-Tawbah 9:29

[24] محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج2، ص137

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, 2: 137

[25] المائدہ5:32

al-mā'idah 5:32

[26] النساء4:93

al-nisā' 4:93

[27] محمد بن جریر طبری، تفسیر طبری، ج10، ص236

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j10, 236

[28] التوبۃ9:106

al-Tawbah 9:106

[29] محمد بن جریر طبری، تفسیر طبری، ج14، ص545

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j14, 236

[30] النازعات79:44

alnāz'āt 79:44

[31] محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج30، ص43

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j30, 43

[32] لقمان31:10

Luqmān 31:10

[33] النحل16:44

al-naḥl 16:44

[34] آل عمران 97:3

Āl ‘Umrān 3:97

[35] محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج7، ص41، 42

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j7, 41, 42

[36] الحاقہ 18:69

alḥāqh 69: 18

[37] محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج29، ص59

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j29, 59

[38] ایضاً، ص60

Ibid, 60

[39] آل عمران 55:3

Āl ‘Umrān 3:55

[40] محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج6، ص455

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j6, 455

[41] البقرہ 231:2

al-Baqarah2 : 231

[42] محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج5، ص13

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j5, 13

[43] الانعام 61:6

al-In‘ām 6:61

[44] محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج11، ص410

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j11, 410

[45] ایضاً

Ibid

[46] الانعام 98:6

al-In‘ām 6:98

[47] محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج11، ص564

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j11, 564

[48] ایضاً، ص565

Ibid, 565

[49] الاسراء 78:17

al-Isrā’ 17:78

[50] محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج15، ص136

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, 1: 136

[51] محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج15، ص135

Ibid, 135

[52] ایضاً، ص136

Ibid, 136

[53] ایضاً، ص136، 137

Ibid, 136, 137

[54] ایضاً، ج1، ص75

Ibid, 1: 75

[55] محمد بن عبد اللہ الزرکشی،، **البرھان فی علوم القرآن**، دارالتراث، القاہرۃ، مصر، ج1، ص292

Muḥammad ibn Allāh al-Zarkashī, al-burhān fī 'ulūm al-Qur'ān, dārāltrāth, al-Qāhirah, Miṣr, 1: 292

[56] یوسف12:30

Yūsuf 12:30

[57] محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج16، ص63

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j16, 63

[58] الرحمن55:76

al-Raḥmān 55:76

[59] محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج27، ص163

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j27, 163

[60] المائدہ5:2

al-mā'idah 5:2

[61] محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج9، ص468

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j9, 468

[62] القیامۃ75:29

al-qiyāmah 75:29

[63] عبد الرحمان بن ابو بکر السیوطی، **الدر المنثور فی التفسیر الماثور**، دار الفکر، بیروت، لبنان، 1432ھ، ج8، ص362

'bdālrḥmān ibn abwbkr al-Suyūṭī, aldrālmnthwr fī al-tafsīr almāthwr, dārālfkr, Bayrūt, Lubnān, 1432', 8: 362

[64] البلد90:16

al-Balad 90:16

[65] عبد الرحمان بن ابو بکر السیوطی، **الدر المنثور فی التفسیر الماثور**، ج8، ص525

'bdālrḥmān ibn abwbkr al-Suyūṭī, aldrālmnthwr fī al-tafsīr almāthwr, 8: 525

[66] المائدہ5:90

al-mā'idah 5:90

[67]محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج4، ص322

Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j4, 322

[68]طہ129:20

Ṭāhā 20:129

[69]ابوالنیل محمد عبدالسلام، **تفسیر مجاہد بن جبر**، دار الفکر الاسلامی، القاہرہ، مصر، 1410ھ، ص468

abwālnyl Muḥammad ibn 'Abdussalām, tafsīr Mujāhid ibn Jabr, dārālfkr al-Sallāmī, al-Qāhirah, Miṣr, 1410h, 468

[70]النساء82:4

al-nisā'4:82

[71]البقرہ88:2

al-Baqarah 2:88

[72]محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج2، ص329

Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, 2: 329

[73]البقرہ169:2

al-Baqarah 2:169

[74]محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج3، ص303

Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j3, 303

[75]البقرہ182:2

al-Baqarah 2:182

[76]محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج3، ص406،407

Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j3, 406, 407

[77]محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج4، ص8،14

Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j4, 8, 14

[78]احزاب49:33

al-aḥzāb 33:49

[79]حسین بن مسعود البغوی،، **تفسیر بغوی**، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1411ھ، ج6، ص361،362

Ḥusayn ibn Mas'ūd al-Baghawī, tafsīr Baghawī, dārālktb al-'Ilmīyah, Bayrūt, Lubnān, 1411h, j6, 361, 362

[80]البقرہ185:2

al-Baqarah 2:185

[81]محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج3، ص458

Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j3, 458

[82]البقرہ196:2

al-Baqarah 2:196

[83]محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**،ج4،ص12

Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j4, 12

[84]النساء4:19

al-nisā' 4:19

[85]عبداللہ بن احمد بن محمد ابن قدامہ، **المغنی**، دار عالم الکتب، ریاض، سعودی عرب1417ھ، جلد10 ص272

Allāh ibn Aḥmad ibn Muḥammad Ibn Qudāmah, al-Mughnī, Dār 'Ālam al-Kutub, Riyāḍ, Sa'ūdī 'Arab, 1417h, j10, 272

[86]النور24:3

al-Nūr 24:3

[87]النور24:32

al-Nūr24 :32

[88]البقرہ2:248

al-Baqarah 2:248

[89]سیوطی، عبدالرحمان بن الکمال، **الدر المنثور**، ج1، ص758

Suyūṭī, 'bdālrḥmān ibn al-kamāl, al-Durr al-manthūr, 1: 758

[90]عبدالرحمن بن علی ابن جوزی، **المنتظم فی تاریخ الملوک**، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1415ھ، ج7، ص6

'bdālrḥmān ibn 'Alī Ibn Jawzī, al-muntaẓim fī Tārīkh al-mulūk, dārālktb al-'Ilmīyah, Bayrūt, Lubnān, 1415h, j7, 6

[91]یوسف12:24

Yūsuf 12:24

[92]محمد بن جریر طبری، **تفسیر طبری**، ج16، ص43

Muḥammad ibn Jarīr Ṭabarī, tafsīr Ṭabarī, j16, 43